اسلامی اور مسلم تہذیب و ثقافت میں فرق کی وضاحت

عمر حیات☆

Abstract

The role of religion is of much importance in the formation of a nation's culture and civilization. The edifice of Islamic culture and civilization is erected on its ideals. Though these ideals are highly beneficial for mankind and a guarantee to maintain peace in the world, yet these ideals can not produce the desired results unless they are practiced in letter and spirit.

No doubt that the culture evolved by the Muslims is basically based on Islamic values but it is also a fact that a lot of extra-Islamic ideals have been incorporated into it. Therefore, a line should be drawn between the Muslim culture and Islamic culture.

تہذیب و ثقافت کا مسئلہ انسانی تاریخ کا قدیم مسئلہ ہے۔لغوی و اصطلاحی بحث کی رو سے تہذیب سے مراد ایسے افکار و نظریات اور عقائد و تصورات ہیں جو فطرت سے قریب تر اور حقیقت پر مبنی ہوں۔ان کے نتیجے میں انسان کو فکر و نظر کی پاکیزگی اور روشنی حاصل ہو، اس کے کردار و عمل کی اصلاح ہو اور اس کے طرزِ معاشرت میں حقیقت پسندی کی جھلک کارفرما ہو۔تہذیب و تمدن کا ایسا حقیقی اور جامع تصور صرف خالقِ حقیقی اللہ وحدہ لاشریک کے دین (دین فطرت)

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

نے دیا ہے` جس کی رُو سے اسلامی تہذیب و ثقافت کا اول و آخر ماخذ و منبع اسلامی تعلیمات (قرآن و حدیث) ہی قرار پاتی ہیں اور فکری و عملی طور پر مسلمان کی ثقافت کا اصل حوالہ یہی ہے۔ اس میں کسی ملاوٹ کی گنجائش نہیں۔

داخلی یا خارجی عوامل مثلاً ضعیف الاعتقادی یا فیشن یا ماحول کے اثرات کے باعث اگر مسلمان کے اندر دوسری اقوام کے ثقافتی رجحانات اور رویے پیدا ہو جائیں تو اسے اسلامی ثقافت کا نام نہیں دیا جائے گا بلکہ اُسے اُس دَور کے مسلم معاشرے کی ثقافت کہا جائے گا۔ گویا ہر دَور میں اسلامی ثقافت، مسلم ثقافت تو ہوتی ہے مگر ہر دَور کے مسلمانوں کی ثقافت مجموعی طور پر اسلامی نہیں ہوتی جو کہ ہونی چاہیے۔ یہ فرق بظاہر عجیب سا ہے مگر یہ حقیقت ہے۔ بقول عطش درانی:

"مسلمانوں نے مختلف زمانوں میں جن تہذیبوں کا اجرا کیا، جن تمدنوں کی عمارت تعمیر کی، انھیں ہم مکمل طور پر اسلامی تو نہیں کہہ سکتے البتہ مسلم ثقافت، مسلم تمدن کا نام دے سکتے ہیں۔ ہاں جہاں جہاں ہمیں اسلامی معیارات نظر آئیں، ہم انھیں اسلامی ثقافت کے لیے اخذ کر سکتے ہیں۔"(۱)

مثال کے طور پر ایسے تہواروں اور رسم و رواج کا، جن کے بارے میں اسلامی تعلیمات خاموش ہیں، مسلمانوں میں رائج ہو جانا، یا صریحاً غیر مسلم اقوام کے طور طریقوں کو اس طرح اپنا لینا کہ مسلمانوں کے عوام الناس اسے اسلام کا تقاضا سمجھنا شروع کر دیں، جیسا کہ بسنت، اپریل فول، ویلنٹائن ڈے، مذہبؐ کے نام پر غیر اسلامی طور طریقے، شادی بیاہ اور وفات کے مواقع پر غیر اسلامی رسم و رواج، مساجد میں لاؤڈ اسپیکر کا غیر ضروری استعمال وغیرہ۔ مسلمانوں کا اس طرح کے کاموں میں دلچسپی لینے سے غیر مسلم اقوام میں یہ تاثر ابھرتا ہے کہ گویا یہ سب اسلامی تہذیب ہی کے مظاہر ہیں، حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ متعصب اور شر پسند عناصر اس تاثر کو پروان چڑھا کر اسلامی معاشرے کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

محمد مار ماڈیوک پکتھال لکھتے ہیں:

''اسلامی ثقافت سے مراد وہ ثقافت نہیں جو کسی زمانے میں ان لوگوں نے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوں اپنائی ہو، بلکہ یہ اس مذہب کی ثقافت ہے جس کا مقصد فلاح عالم ہے۔''(۲)

گویا اسلامی اور مسلم تہذیب و ثقافت میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ اسلامی اور مسلم تہذیب وتمدن میں وہی فرق ہے جو اسلامی اور مسلم ریاست میں ہوسکتا ہے، چنانچہ پروفیسر عزیز احمد لکھتے ہیں:

''اسلامی ریاست اور مسلم ریاست کے تصور میں جو فرق ہے وہ قابل غور ہے۔ ایک اسلامی مملکت اپنی تعریف کے مطابق...... جس طرح قانون کے تاریخی عمل کو ترقی دے، اسی انداز میں اس کے جاری رکھنے اور ترقی کے مدارج طے کرانے کی پابند ہوتی ہے۔ لیکن ایک مسلم مملکت لادینی مملکت ہو سکتی ہے یا اسے ایسا بنایا جاسکتا ہے۔''(۳)

مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اسلامی ریاست میں مسلم عوام الناس کی قیادت اسلام کا طے شدہ ضابطہ حکمرانی کرتا ہے جبکہ مسلمانوں پر نیم اسلامی یا سیکولر قسم کی حکومت ہو تو اس ریاست کو صرف مسلم ریاست کہا جائے گا۔ یعنی مسلمانوں کی ریاست جن کی زندگی گزارنے کی کچھ یا بہت سے پہلو شعوری یا غیر شعوری طور پر عملاً اسلامی اصولوں سے متصادم ہو سکتے ہیں۔ یہی حال اسلامی اور مسلم تہذیب کا بھی ہوسکتا ہے۔

''اسلامی'' اور ''مسلم'' ثقافت کے درمیان فرق کو ملحوظ خاطر رکھنا اسلامی نکتہ نظر سے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو مسلمانوں کا ہر طرز عمل اور ہر رسم و رواج خواہ وہ اسلامی تعلیمات کی روح کے مطابق ہو یا خلاف، اسے اسلامی تہذیب و ثقافت ہی کے نام سے تعبیر کیا جاتا رہے گا اور یہ غلط فہمی مسلمانوں کو اسلامی تشخص اور تہذیب سے دور کرتی چلی جائے گی۔ اسلامی ثقافت کے بارے میں یہ ابہام اصل میں مذہب اور دین کے تصور کے بارے میں

مسلمانوں کے اندر پائی جانے والی چند غلط فہمیوں کا نتیجہ ہے، جن کی وضاحت ضروری ہے۔

مذہب ایک جزوِ زندگی

مسلم معاشرے کا بنیادی المیہ یہ ہے کہ لوگ دین کو زندگی کا ایک پہلو سمجھتے ہیں اور اسے مذہبی پہلو کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یعنی نظام زندگی چلانے کے حوالے سے زندگی کو مختلف پہلوؤں میں تقسیم کرتے وقت یہ کہا جاتا ہے کہ انسانی زندگی معاشرتی یا سماجی، معاشی، تعلیمی، ثقافتی اور مذہبی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اگر اس تقسیم کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر انسان ''آزاد'' ہے کہ وہ جہاں سے چاہے معاشرتی رہنمائی لے، جس سے چاہے معاشی تعلیم پائے، جیسی چاہے تعلیم و تربیت حاصل کرے، جیسی چاہے تہذیب و ثقافت کو اپنا لے اور مذہبی پہلو کے تحت چند مخصوص کام مثلاً ارکان اسلام انجام دے لے، لیکن اس سے یہ نقصان ہوگا کہ زندگی کا ہر پہلو دوسرے سے الگ تھلگ ہو جائے گا۔ انسان کو ایک وقت میں مختلف ضابطوں کا پابند ہونا پڑے گا۔ دوسرے لفظوں میں شیرازہ بکھر جائے گا اور مرکزی ختم ہو جائے گی۔ گویا مذکورہ ''آزادی'' آوارگی پر منتج ہوگی جسے سے زندگی کی اصلیت مسخ ہو جائے گی۔ اس خوفناک صورتِ حال سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسانی زندگی صرف ایک ضابطے کی پابند ہو جو اس کے تمام اجزاء کو ہم آہنگ اور تمام پہلوؤں کو باہم مربوط کرے۔ یعنی ہر پہلو کے لئے نظریاتی اور عملی رہنمائی اسی ایک ضابطے سے فراہم ہو۔

اسلامی نقطۂ نظر سے دین، زندگی کا مذہبی پہلو نہیں بلکہ ضابطۂ حیات (Code of Life) ہے جسے مکمل طور پر ایک Controlling Authority کی حیثیت حاصل ہے، جو معاشرتی زندگی کے ہر پہلو خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، معاشی ہو یا تعلیمی، تہذیبی ہو یا تمدنی، داخلی ہو یا خارجی، اختیاری ہو یا لازمی، قومی ہو یا بین الاقوامی کو واضح، قابل عمل اور مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جب بھی دین کو زندگی کا ''مذہبی پہلو'' سمجھا جائے گا تو مختلف شعبہ ہائے حیات میں دین سے وسیع تر انحراف ہوگا اور غیر اسلامی رجحانات اور رویوں پر مبنی تہذیب و ثقافت کو اسلامی تہذیب و تمدن کے نام سے مسلم معاشرے میں پنپنے کا موقع ملتا رہے گا۔

دین اسلام کے مکمل دین و شریعت اور نظام فکر و عمل ہونے کے بارے میں تمام تر عقلی اور نقلی دلائل و شواہد موجود ہیں جو ٹھوس حقائق پر مبنی ہیں۔ تکمیل دین کے اعلان پر مشتمل آیت قرآنی حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی تھی جو سورہ المائدہ میں شامل ہے۔ تاہم اس سے پہلے ایسی بہت سی آیات نازل ہو چکی تھیں، جن سے بڑی وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کو شریعت محمدیؐ میں مکمل کیا جا رہا تھا۔ مثلاً:

"هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ." (۴)

گویا دین اسلام کا اہم تقاضا دیگر تمام ادیان و مذاہب پر غالب آنا ہے اور ہمیشہ کوئی جامع اور مکمل چیز یا ذات یا نظام ہی ناقص اور نامکمل پر غالب آیا کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ دین اسلام ختم نبوت و رسالت کا تصور اور عقیدہ پیش کرتا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس دین کا آغاز ابوالبشر سیدنا آدمؑ سے کیا تھا اسے نبوت کے ایک لاکھ سے زائد ادوار میں سے گزارتے ہوئے محمد رسول اللہؐ کی ذات اقدس پر پورا کر دیا۔ گویا خاتم النبیینؐ کی ذات اقدس پر دین اسلام کو مکمل ضابطۂ رشد و ہدایت اور جامع نظام فکر و عمل کے طور پر نازل کیا گیا۔ جس میں کسی ترمیم یا اضافے اور مزید تکمیل کی گنجائش نہیں۔

اسلامی تہذیب اور تصور سنت

اسلامی تعلیمات میں سنت کا تصور کسی تعارف کا محتاج نہیں، مختصر لفظوں میں سنت سے مراد پیغمبر اسلام محمد رسول اللہؐ کا مبارک طرز عمل ہے، جسے "فعلی حدیث" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور اسے قرآن حکیم میں "اسوۂ حسنہ" کہا گیا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس کے لئے رسول اللہؐ کی حیاتِ اقدس میں بہترین نظریاتی و عملی رہنمائی موجود نہ ہو۔ یہی وہ سنت خیر الانامؐ اور اسوۂ رسولؐ ہے جس کی تمام تر تہذیب و تعمیر اور تربیت و تشکیل براہ راست وحی الٰہی کی روشنی میں ہوئی۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

"مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ○ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" (۵)

ترجمہ: ''نبیؐ نہ کبھی بھٹکے اور نہ گمراہ ہوئے۔ وہ خواہش کی پیروی میں بات نہیں کرتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف کی جاتی ہے۔''

لہٰذا حیات نبویؐ قرآن حکیم کی بہترین تفسیر بھی قرار پائی اور اہل ایمان کے لئے واجب الاطاعت بھی۔

''فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا''(٦)

ترجمہ: ''آپ کے رب کی قسم! لوگ ایماندار نہیں ہوتے جب تک کہ وہ اپنے باہمی معاملات میں آپ کو حکم نہیں مان لیتے۔ پھر وہ آپؐ کے فیصلے پر تنگ دل نہ ہوں اور اچھی طرح سے تسلیم کریں۔''

''وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا.''(٧)

ترجمہ: ''جو کچھ رسولؐ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس بات سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔''

شریعت اسلامی کسی کو یہ حق نہیں دیتی کہ سنت کے شرعی مفہوم کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے اس سے اسلامی تہذیب میں غیر اسلامی رجحانات داخل ہو سکتے ہیں۔

اسلامی تہذیب اور تصورِ عبادت

عبادت اور بندگی کے بارے میں عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ان باتوں کی پابندی کرنے کا نام عبادت ہے جن کو ارکان دین کہا جاتا ہے۔ عبادت کا یہ مفہوم انتہائی ناقص اور محدود ہے جس کی رو سے دین کامل کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ اور ہر شعبہ زندگی کے لئے دین سے راہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت کا احساس اجاگر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسلام کے تصور عبادت کو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ."(۸)

ترجمہ:"لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ"

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ.(۹)

ترجمہ:"میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔"

یہاں پر اگر عبادت سے مراد رکوع و سجود، تسبیح و تہلیل یا نماز روزہ وغیرہ ہی لیا جائے تو یہ خلاف فطرت ہے کیونکہ انسان کا مقصد زندگی صرف عبادت بیان ہوا ہے، لیکن یہ ناممکن ہے کہ کوئی انسان ہمیشہ ایک ہی کیفیت میں رہے یا ایک ہی کام کرتا رہے، جبکہ تصورِ عبادت کو چند افعال و اعمال تک محدود کرنے سے ایسا ہی لازم آئے گا، لیکن یہ رہبانیت ہے جس کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے:

"اِنِیّ لم اُومر بالرھبانیة" (۱۰)

ترجمہ: "مجھے رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا"

اصل بات یہ ہے کہ اسلام میں عبادت کا تصور لامحدود ہے جو پوری انسانی زندگی پر محیط ہے۔ دین اسلام میں عبادت و بندگی سے مراد اللہ کے حکم اور قانون کی تعمیل ہے خواہ اس حکم کا تعلق زندگی کے کسی بھی معاملے میں ہو۔ یعنی خواہ وہ نماز روزے وغیرہ کی بات ہو یا معیشت و سیاست اور تہذیب و ثقافت کی۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ."(۱۱)

مطلب یہ کہ مسلمان پر صرف ارکان اسلام ہی کی پابندی لازم نہیں ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ ان ارکان کی پابندی کرنے کے بعد باقی زندگی اپنی خواہش یا غیر اقوام کی پیروی میں گزارنے کے

لئے آزاد ہو گا۔ بلکہ ارکان اسلام ہی کی طرح وہ اپنی پوری معاشرت اور تہذیب و ثقافت میں اسلامی شریعت سے راہنمائی لینے کا پابند ہے۔

دیگر تہذیبوں کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر

اسلامی تہذیب اگرچہ ہر لحاظ سے ممتاز اور منفرد ہے، جو اول و آخر خوبی اور عمدگی کی حامل ہے، دیگر اقوام عالم کی تہذیبوں کو بے نقاب کرتی ہے اور باطل کی آمیزش کو برداشت نہیں کرتی۔ تاہم اس کی انفرادیت کا ایک یہ پہلو بھی مسلم ہے کہ اس میں رواداری کا اصول بھی کارفرما ہے۔ اسلام کا نکتہ نظر لازماً مثبت، تعمیری، تحقیقی اور تنقیدی ہے۔ یہ اسلام کی خوبی ہے کہ یہ اقوام غیر کی تہذیب کی اچھی باتوں کی نفی نہیں کرتا بشرطیکہ غیروں کی وہ اچھی بات کسی وقت مصلحت پر مبنی نہ ہو اور اس کی آڑ میں مسلمانوں کی خلاف کوئی سازش نہ تیار کی گئی ہو۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام سے پہلے کفار مکہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی مہمان نوازی تھی، اسلام نے بھی اس کی تعلیم دی اور آدابِ مہمان نوازی میں ضروری اصلاحات کرتے ہوئے اس خوبی کو اپنانے کی تلقین کی۔

ڈاکٹر خالد ظفر اللہ کے مطابق:

> ''ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی مسلمان صرف اپنی تہذیب کا علمبردار ہوتا ہے۔ بہروپیا نہیں کہ تہذیب اغیار کو وردِ زباں اور حرزِ جاں بنالے، لیکن ثقافتی جنگ میں باعث خیر کو بھی رد کرتے چلے جانا کیا اسلامی سوچ ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ باعث خیر کو بھی رد کرنا اسلامی طرزِ فکر نہیں بلکہ مشرکین مکہ کا وتیرہ ہے...... اگر ہم پیغمبر انقلاب حضرت محمدؐ کی انقلابی سیرت کا مطالعہ کریں کہ آپؐ نے مشرکین مکہ، جزیرۃ العرب کے اہل کتاب اور مجوس عجم کے تہذیبی طور اطوار کے بارے میں کیا رویہ اختیار کیا تھا؟ تو اس سے ایک متوازن راہ عمل اپنائی جا سکتی ہے۔'' (۱۲)

ہر اچھی بات کی حوصلہ افزائی اسلام کی خصوصیات میں سے ہے، خواہ وہ بات کسی بھی قوم کے اندر پائی جائے۔ اسلامی تہذیب میں دوسری تہذیبوں سے کوئی بھی اختلاف برائے اختلاف

نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد ہے اور وہ یہی کہ ہر اس بات میں اختلاف عین تقاضائے فطرت ہے جو انسانی عظمت کردار کے منافی ہو۔ دوسری تہذیبوں کے بارے میں یہ اسلامی تہذیبی رویہ اسلامی تہذیب میں اور بھی زیادہ جاذبیت پیدا کر دیتا ہے اور اس کی ہمہ گیری کو ظاہر کرتا ہے۔

سیرت نبویؐ کے مطالعے سے دیگر تہذیبوں کے بارے میں اسلام کا جو موقف اور اسلامی تہذیب کا جو مزاج سامنے آتا ہے اسے اختصار کے ساتھ تین نکات کے تحت واضح کیا جا سکتا ہے:

1- کفر و باطل پر مبنی روایات کو رد کرنا اور ان کی جگہ کلیتہً نئی روایات کو جنم دینا۔

2- غیر اقوام کی تہذیب و ثقافت کے قابل ترمیم پہلوؤں کو مناسب ردو بدل کے ساتھ اختیار کرنا۔

3- غیر اقوام کی عمدہ اخلاقی اور تمدنی روایات کو بعینہٖ اختیار کر لینا۔

اسلامی تہذیب کے اس رویے کی وضاحت میں ڈاکٹر خالد ظفر اللہ لکھتے ہیں:

"یہ تہذیب بنیادی ٹھوس فکری رہنمائی میں تو لچک نہیں دیتی لیکن ظاہری رویوں میں کفر و شرک کی نمائندہ نہ بننے والی تمام روایات کے ساتھ نباہ کا سبق دیتی ہے۔"(۱۴)

سراج منیر دیگر اقوام کی تہذیبوں کے بارے میں اسلام کے تہذیبی رویے کی وضاحت میں سیرت نبویﷺ کا حوالہ دیتے ہوئے، اپنی تصنیف "ملت اسلامیہ، تہذیب و تقدیر" میں تحریر کرتے ہیں:

"نبی کریمﷺ نے ایام جاہلیت کی بہت سی رسموں کے برقرار رہنے دیا، کچھ میں ترمیم فرما دیں اور کچھ کو یکسر منسوخ کر دیا...... ان میں جو رسوم دین ابراہیمی کے سوتے سے پھوٹی تھیں اور اپنی اصل شکل میں برقرار تھیں، اسلام نے انہیں قبول کر لیا، جن رسوم میں لوگوں نے ترمیم کر کے ان کی اصل صورت مسخ کر دی تھی، ان کو ان کی اصل صورت پر لوٹا کر انہیں اسلام کے

شعائر میں داخل کر لیا گیا اور جو رسوم یکسر گمراہی پر بنیاد رکھتی تھیں، انہیں منسوخ کر دیا گیا۔ ہر زمانے اور ہر زمین کے لئے اسلام کا اصولِ تہذیب یہی ہے۔"(۱۴)

علامہ محمود شلتوت مصری لکھتے ہیں:

"اسلام درحقیقت ایک ایسا دین ہے جو حریت فکر و نظر کا قائل ہے اور اختلاف رائے کا احترام کرتا ہے...... اسی حریت فکر کے باعث اسلام ہمیشہ دنیا کی ایسی تمام اعلیٰ تہذیبوں اور ارفع تقاضوں کا ہمنوا ثابت ہوا ہے جو عقل وفکر کی رہنمائی میں انسانیت کی فلاح و بہبود اور تہذیبی ارتقا میں مصروف ہیں۔"(۱۵)

یہ اسلام کی وسعت پذیری ہے کہ اس نے اپنی منفرد تہذیب کے حوالے سے ہر خوبی کو اجاگر کیا اور دوسروں کی خوبی کا اعتراف کیا۔ یہ اعلیٰ درجے کا دیانتدار رویہ ہے۔ چنانچہ اسلام میں کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ میں پائے جانے والے اچھے لوگوں کی قدر افزائی کی گئی ہے۔

شرک اور بت پرستی عہد جاہلیت کی تہذیب کا امتیازی پہلو تھا۔ اسلام نے کفر و باطل پر ضرب کاری لگائی اور شرک و بت پرستی کی ہر شکل کو حرام، قابل نفرت اور ظلم عظیم قرار دیتے ہوئے ناقابل معافی قرار دیا۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ."(١٦)

ترجمہ: "بے شک اللہ یہ بات معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اس کے علاوہ جس کو چاہے گا، معاف کر دے گا۔"

اسی طرح اس معاشرے کے اندر پائی جانے والی معاشرتی اور اخلاقی برائیوں مثلاً شراب نوشی، قمار بازی، پانسے کے تیر، سودی کاروبار، حق وراثت سے محروم کرنا، باپ کی منکوحہ سے نکاح، دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح وغیرہ وغیرہ سب کو حرام قرار دے دیا گیا۔

"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ."(۱۷)

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ......"(۱۸)

محمد بن حبیب "کتاب المحبر" میں قبل از اسلام عربوں کے ان رویوں کے بارے میں لکھتے ہیں، جن کو اسلام نے مسترد کر دیا:

"وکانوا لا یورثون البنات ولا النسآء ولا الصبیان شیئاً من المیراث."(۱۹)

ترجمہ: "وہ (کفار) بیٹیوں، بیویوں اور بچوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیتے تھے۔"

"وکانت العرب تزوج نساء ابائها وهو اشنع ما کانوا یفعلون."(۲۰)

ترجمہ: "عرب کے لوگ باپ کی منکوحہ سے نکاح کرتے تھے، یہ بہت برا فعل تھا، جس کے وہ مرتکب ہوتے تھے۔"

"فمما اسقط الاسلام تزویج نساء الآباء، والجمع بین الاختین، ومیراث الوارث امرأة ولیه کما یورث مالا، واعطاء المواریث غیر اهلها دون ولد المیت، و توریث الذکور دون الاناث ووقف ناقة الرجل معکوسة علی قبره، والبحیرة، والسائبة، والوصیلة، والحام، والاستقسام بالازلام، والمیسر."(۲۱)

ترجمہ: "دین اسلام نے عربوں کی جن باتوں کو منسوخ قرار دیا وہ باپوں کی بیویوں سے نکاح کرنا، دو بہنوں کے ساتھ اکٹھا نکاح کرنا۔ عورت کا مال کی طرح اس کے ولی کی وراثت میں جانا۔ میت کی اولاد کے علاوہ دوسروں کو وراثت ملنا۔ لڑکیوں کو چھوڑ کر لڑکوں کو

وراثت کا ملنا اور مرد کی قبر پر اس کی اونٹنی کو الٹا گاڑ دینا، اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام اور جوئے کے تیر اور جوا تھا۔"

مذکورہ تمام کاموں کو حرام قرار دیتے ہوئے منسوخ کر دیا گیا اور ان کی جگہ نئے اصول معاشرت دیئے گئے جو اسلامی تہذیب و معاشرت کے اصول قرار پائے۔

زمانہ جاہلیت کی ان باتوں کو اپنا لیا گیا، جن میں کسی لحاظ سے کوئی قباحت نہیں ملتی۔ مثلاً عازمین حج کو پانی پلانے کی روایت، مہمان نوازی، گھڑ سواری، تیراندازی، شمشیر زنی وغیرہ اسی طرح وہ لوگ زمانہ جاہلیت میں اپنے عقیدے کے مطابق مردوں کو کفن پہناتے تھے، جنازہ پڑھتے تھے، اسلام میں اس کو بھی جاری رکھا گیا اگرچہ اسلام نے کفن دفن اور جنازے کے نئے آداب سکھائے۔

"وکانوا یکفنون موتاھم، ویصلون علیھم، وکانت صلوتھم ان یحمل المیت علی سریر، ثم یقوم ولیه فیذکر محاسنه کلھا ویثنی علیه ثم یقول: "علیک رحمة اللّٰه" ثم یُدفن. وقال اللّٰه عزوجل: "وصل علیھم اِنَّ صلاتک سکن لَھم."(۲۲)

ترجمہ: اور وہ مردوں کو کفن پہناتے تھے۔ ان کی نماز (جنازہ) پڑھتے تھے اور ان کے جنازہ پڑھنے کا طریقہ یہ تھا۔ کہ وہ میت کو چارپائی پر اٹھاتے پھر اس کا ولی کھڑا ہوتا اور اس کے تمام محاسن بیان کرتا اور ثناء کرتا پھر میت کو مخاطب کر کے کہتا کہ "تجھ پر اللہ کی رحمت ہو۔" پھر دفن کر دیا جاتا اور اللہ عزوجل نے فرمایا، اے نبیؐ! ان کے لئے دعا کرو بے شک آپ کی دعا ان کے لئے باعث سکون ہے۔

عہد جاہلیت کی کچھ باتوں کو ضروری ترمیم کے ساتھ اسلام میں باقی رکھا گیا، مثلاً اس زمانے میں بھی لوگ حج کرتے تھے، اسلام میں حج کو باقاعدہ رکن دین کی حیثیت حاصل ہے لیکن اس

زمانے اور اسلام میں حج کے درمیان زمین وآسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔ محمد بن حبیب لکھتے ہیں:

"وكانوا يحجون البيت، ويعتمرون، ويطوفون بالبيت اسبوعا ويمسحون الحجر الاسود، و يسعون بين الصفاء والمروة وكان على الصفاء إساف وعلى المروة نائلة وهما صنمان"(٢٣)

ترجمہ: اور وہ بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرتے اور ہفتہ وار طواف کرتے، اور وہ حجرِ اسود کو ہاتھ لگاتے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے، اور کوہ صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ نامی بُت نصب تھے۔

اسلام کے دیئے ہوئے مناسک حج جو اسلامی تہذیب کا حصہ ہیں، زمانہ جاہلیت کے طریقہ حج سے یکسر مختلف ہیں۔ جاہلی طریقے میں عریانی، توہین اور بت پرستی کا عنصر غالب تھا جبکہ اسلامی طریقہ حج حیاداری، پاکیزگی اور توحید پرستی کے اعلیٰ اصولوں پر مبنی ہے۔

دیگر تہذیبوں کے بارے میں اسلام کے اصولی مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے محمد قطب اپنی تصنیف "**Islam the Misunderstood Religion**" میں تحریر کرتے ہیں:

"Islam patronized and fostered the civilizations of all the countries it conquered so long as such civilizations were not contrary to monotheism and did not divert people from doing good actions. Islam also patronized and fostered the Greek scientific heritage including Medicine, Astrology, Mathematics, Physics, Chemistry and Philosophy. Islam continued to add new scientific achievements which bear witness that Muslims were deeply and seriously interested in scientific research. It was on the cream of the Islamic scientific achievements of Andalusia that the European Renaissance and its modern scientific inventions were based.(24)

اسلام اخلاقی قدروں کا امین اور مقامِ انسانیت کا علمبردار ہے۔ اس میں ہر اس بات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے جو انسانیت کے لئے باعثِ فخر و تقویت ہو اور ہر اس بات کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے جو انسانیت کے حوالے سے مضر اور موجب ننگ و عار ہو............ محمد قطب مزید لکھتے ہیں:

"In conclusion it will be said that Islam does not appose civilizations as long as it serves humanity. But if a civilization consists of alcoholic liquor-drinking, gambling, moral prostitution, colonialism and enslaving people under different names, Islam will fight against such so-called civilization and will do its best to protect humanity from succumbing to its temptations." (25)

ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ مسلمان اسلامی تہذیب و ثقافت کے مفہوم، اس کی وسعت و جامعیت اور انفرادیت کا ادراک کریں۔ اسلامی تعلیمات سے متصادم کسی بھی رسم و رواج کو اسلامی تہذیب کے دائرے میں لانا یا یہ سمجھنا کہ یہ کسی کا ذاتی فعل یا مسئلہ ہے، کسی بھی لحاظ سے درست نہیں کیونکہ مسلمان پر ہر حال میں دین اسلام کی پابندی لازم ہے جو ہر مسئلے میں جامع راہنمائی فراہم کرتا ہے خواہ ذاتی ہو یا اجتماعی۔

☆☆☆☆☆

کتابیات

۱۔ عطش درانی{اسلامی تہذیب وثقافت۔ص:۹

۲۔ پکتھال، محمد مارماڈیوک چودہ صدیاں نمبر، سیارہ ڈائجسٹ، لاہور۔ص:۱۴۰

۳۔ عزیز احمد، پروفیسر: برصغیر میں اسلامی جدیدیت، ترجمہ: ڈاکٹر جمیل جالبی (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع اول ۱۹۸۹ء) ص:۳۷۶

۴۔ التوبہ(۹) ۳۳، الفتح (۴۸) ۲۸، الصّف (۶۱) ۹

۵۔ النجم(۵۳) ۳

۶۔ النساء (۴) ۶۵

۷۔ الحشر(۵۹) ۷

۸۔ البقرہ (۲) ۲۱

۹۔ الذاریات (۵۱) ۵۶

۱۰۔ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن: سنن دارمی کتاب النکاح، باب نہی عن التبتل، حدیث نمبر:۲۱۷۴ (نشر السنۃ ملتان، س ن) ۲/۵۸

۱۱۔ البقرہ (۲)

۱۲۔ ظفر اللہ خالد، ڈاکٹر : غیر مسلم اقوام سے مشابہت، ماہنامہ ''محدث'' لاہور، اپریل:۲۰۰۲ء ص:۳۲

۱۳۔ ظفر اللہ خالد ڈاکٹر: ایضاً۔ص:۴۰

۱۴۔ سراج، منیر: ملت اسلامیہ۔ تہذیب و تقدیر (مکتبہ روائت لاہور، اشاعت دوم: ۱۹۹۷ء) ص:۸۳۔۸۴

۱۵۔ النساء (۴) ۴۸

۱۶۔ النساء(۴)۴۸

۱۷۔ المائدہ(۵)۹۰

۱۸۔ النساء (۴) ۲۳

۱۹۔ محمد بن حبیب: کتاب المحبر ۔(دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور، س ن) ص: ۳۲۴

۲۰۔ محمد بن حبیب: ایضاً۔ ص: ۳۲۴۵

۲۱۔ ایضاً۔ص: ۳۳۰

۲۱۔ ایضاً۔ص: ۳۲۰

۲۲۔ ایضاً۔ص: ۱۱

24- Muhammad Qutb: Islam the Misunderstood Religion. (Islamic Publications Ltd. Lahore, 6th Edition: 1982.) p-139-40.

25- Muhammad Qutb: Islam the Misunderstood Religion. p-141